اختر شیرانی

(۱۹۰۵ء-۱۹۴۸ء)

شاعرِ رومان؛ اختر شیرانی کا اصل نام محمد داؤد خان اور تخلّص اختر ہے۔ آپ نامور محقق حافظ محمود شیرانی کے بیٹے تھے۔ ٹونک (راجپوتانہ) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ٹونک ہی میں حاصل کی۔ پھر مزید تعلیم کے لیے اپنے والدِ گرامی کے پاس لاہور چلے آئے، جہاں ۱۹۲۱ء میں اورینٹل کالج سے منشی فاضل اور ادیب فاضل کا امتحان پاس کیا۔ مزید تعلیمی سلسلہ جاری نہ رکھ سکے، البتہ انگریزی زبان و ادب کا مطالعہ نجی اور ذاتی حیثیت سے جاری رکھا اور مضمون نگاری و شعر و شاعری کا آغاز کر دیا۔ ان کا کلام مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوتا رہا۔

بعض رسائل میں بطور مدیر بھی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۸ء میں ماہ نامہ "بہارستان" نکالا جو چل نہ سکا۔ ۱۹۳۰ء میں "خیالستان" جاری کیا۔ وہ بھی زیادہ عرصہ نہ چلا۔ ۱۹۳۵ء میں ماہ نامہ "رومان" کا بھی یہی نتیجہ برآمد ہوا۔ اسی اثنا میں اختر شیرانی کی شاعری کی دھوم مچ گئی اور ان کا شمار ملک کے چوٹی کے شعرا میں ہونے لگا۔ ۱۹۴۰ء میں حافظ محمود شیرانی اورینٹل کالج کی ملازمت سے سبکدوش ہو کر اپنے وطن ٹونک چلے آئے۔ چناں چہ اختر شیرانی کو بھی ٹونک جانا پڑا۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران میں وہ پھر لاہور لوٹ آئے۔

مولانا تاجور نجیب آبادی نے اپنے رسالے "شاہکار" کی ادارت ان کے سپرد کر دی لیکن اختر شیرانی تھوڑے ہی عرصہ بعد "شاہکار" سے الگ ہو گئے۔ اس عرصے میں انھوں نے اپنے شعری مجموعے "نغمۂ حرم"، "شعرستان"، "لالۂ طور"، "صبحِ بہار"، "اخترستان" اور "طیورِ آوارہ" کے نام سے شائع کیے۔ انھوں نے چند ڈرامے بھی لکھے، جن میں "ضحاک" زیادہ مشہور ہے۔

اختر شیرانی کی بہت سی نظمیں مظاہرِ فطرت، رومان اور مناظرِ قدرت کی عکاسی کرتی ہیں۔ ان کے شعور کا سماجی اور سیاسی پس منظر دوسرے بہت سے شعرا سے مختلف ہے۔ اس لیے ان کے محرکاتِ شاعری اور تخیّل کے اجزائے ترکیبی دوسروں سے جدا ہیں۔ انھوں نے اپنے تخیّل سے حسن و شباب، سرخوشی و خود فراموشی اور امن و سکون کی ایک نئی دنیا تخلیق کی ہے۔ ان کے گیتوں میں رَس ہے، ان کی نظموں میں مخصوص نغماتی فضا پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اس میں ڈوب کر محبت کے گیت گانے لگتے ہیں۔ شاملِ نصاب نظم "او دیس سے آنے والے بتا!" اسی نوعیت کی حامل نظم ہے۔

Web version of PECTAA
Not for Sale

سبق: ۱۴

او دیس سے آنے والے بتا!

تدریسی مقاصد:

- طلبہ کو اختر شیرانی کی شخصیت اور فن سے متعارف کرانا۔
- طلبہ میں جذبۂ حب الوطنی پیدا کرنا۔
- طلبہ کی تخلیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کو جلا بخشنا۔
- اُردو ادب میں رومانوی تحریک کے آغاز اور ارتقا کے بارے میں بتانا۔

او دیس سے آنے والے بتا!

او دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن
آوارۂ غربت کو بھی سنا کس رنگ میں ہے کنعانِ وطن
وہ باغِ وطن، فردوسِ وطن، وہ سروِ وطن، ریحانِ وطن
او دیس سے آنے والے بتا!

کیا اب بھی وہاں کے باغوں میں مستانہ ہوائیں آتی ہیں
کیا اب بھی وہاں کے پربت پر گھنگھور گھٹائیں چھاتی ہیں
کیا اب بھی وہاں کی برکھائیں ویسے ہی دلوں کو بھاتی ہیں
او دیس سے آنے والے بتا!

کیا اب بھی وطن میں ویسے ہی سرمست نظارے ہوتے ہیں
کیا اب بھی سہانی راتوں کو وہ چاند ستارے ہوتے ہیں
ہم کھیل جو کھیلا کرتے تھے کیا اب بھی وہ سارے ہوتے ہیں
او دیس سے آنے والے بتا!

کیا شام کو اب بھی جاتے ہیں احباب، کنارِ دریا پر
وہ پیڑ گھنیرے اب بھی ہیں شاداب ، کنارِ دریا پر
اور پیار سے آکر جھانکتا ہے مہتاب، کنارِ دریا پر
او دیس سے آنے والے بتا!

کیا اب بھی کسی کے سینے میں باقی ہے ہماری چاہ ، بتا
کیا یاد ہمیں بھی کرتا ہے اب یاروں میں کوئی آہ ، بتا
او دیس سے آنے والے بتا ، للہ بتا ، للہ بتا
او دیس سے آنے والے بتا!

(کلیاتِ اختر شیرانی)

Web version of PECTAA Not for Sale

Web version of PECTAA Not for Sale

مشق

۱۔ مختصر جواب دیں:

(الف) شاعر اس نظم میں کس سے مخاطب ہے؟

(ب) شاعر کو کس کی یاد ستا رہی ہے؟

(ج) شاعر نے خود کو آوارۂ غربت کیوں کہا؟

(د) وطن کی ہوائیں اور گھٹائیں کیسی ہیں؟

(ہ) سرمست نظاروں سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

۲۔ درست جواب کی نشان دہی کریں:

(i) نظم "او دیس سے آنے والے بتا!" کے شاعر ہیں:

(الف) احمد ندیم قاسمی (ب) اختر شیرانی (ج) ابنِ انشا (د) جمیل الدین عالی

(ii) شاعر کو کہاں کی یاد ستا رہی ہے؟

(الف) باغ کی (ب) سمندر کی (ج) وطن کی (د) صحرا کی

(iii) "کنعانِ وطن" اُردو قواعد کی رو سے ہے:

(الف) تشبیہ (ب) استعارہ (ج) تلمیح (د) کنایہ

(iv) "یارانِ وطن" اُردو قواعد کی رو سے ہے:

(الف) مرکب عطفی (ب) مرکب اضافی (ج) مرکب توصیفی (د) مرکب عددی

(v) وطن کے باغوں میں ہوائیں چلتی ہیں:

(الف) خشک (ب) مستانہ وار (ج) مخمور (د) تیز تیز

(vi) دریا میں پیار سے جھانکتا ہے:

(الف) حباب (ب) شباب (ج) مہتاب (د) آفتاب

(vii) وطن کے پیڑ ہیں:

(الف) گھنیرے (ب) پھل دار (ج) سرسبز (د) سایہ دار

۳۔ نظم "او دیس سے آنے والے بتا!" کا خلاصہ تحریر کریں۔

۴۔ نظم "او دیس سے آنے والے بتا!" کے پہلے بند میں استعمال ہونے والی تلمیح کی روشنی میں بند کی تشریح کریں اور مرزا غالبؔ و مولانا حالیؔ کے درج ذیل اشعار کو بھی شامل کریں۔

نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہوا خواہی
اسے یوسفؑ کی بُوئے پیرہن کی آزمائش ہے

✹

آ رہی ہے چاہِ یوسفؑ سے صدا
دوست یاں تھوڑے ہیں اور بھائی بہت

۵۔ اپنے ہم وطن کو دیکھ کر شاعر کے دل میں کیا کیا جذبے بیدار ہوتے ہیں اور وہ کیا جاننا چاہتا ہے؟ نظم ''او دیس سے آنے والے بتا!'' کی روشنی میں بیان کریں۔

۶۔ کیا نظم ''او دیس سے آنے والے بتا!'' کے آخری بند میں شاعر کی خواہشوں کا رخ تبدیل ہوا ہے؟ وضاحت کریں۔

مرکّبِ ناقص، مرکّبِ اضافی، مرکّبِ توصیفی اور مرکّبِ عطفی:

مرکّبِ ناقص: دو الفاظ سے مل کر بننے والا ایسا مرکّب جو بامعنی تو ہو لیکن اس سے پورا مطلب واضح نہ ہو۔ مثلاً: تیز گھوڑا، نیک آدمی، رات اور دن وغیرہ۔

مرکّبِ اضافی: جب دو لفظ حرفِ اضافت، زیرِ اضافت یا ہمزۂ اضافت سے مل کر مرکّب بنائیں تو اسے مرکّبِ اضافی کہتے ہیں۔ مثلاً: شامِ غریباں، دوستوں کی محفل، نورِ حق، حلقۂ زنجیر وغیرہ۔

مرکّبِ توصیفی: صفت اور موصوف سے مل کر بننے والے مرکّبِ ناقص کو مرکّبِ توصیفی کہتے ہیں۔ مثلاً: روشن چاند، خوب صورت پھل، سفید پتھر وغیرہ۔

مرکّبِ عطفی: حرفِ عطف ''اور''، ''؛''، ''وَ'' سے مل کر بننے والے مرکّبِ ناقص کو مرکّبِ عطفی کہتے ہیں۔ مثلاً: صبح و شام، حق و باطل، چاند اور سورج وغیرہ۔

نظم ''او دیس سے آنے والے بتا'' میں استعمال ہونے والے ان چاروں مرکّبات کی فہرست بنائیں، ان کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

۷۔ درج ذیل الفاظ کے مترادفات تلاش کریں:

وطن	غربت	فردوس
سہانی	احباب	مہتاب

Web version of PECTAA Not for Sale

۸۔ طلبہ زیرِ مطالعہ نظم "او دیس سے آنے والے بتا" کے بارے میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں اور تاثراتی تبصرہ کریں۔اس میں حسرت موہانی کا درج ذیل شعر بھی شامل کریں:

غربت کی صبح میں بھی نہیں ہے وہ روشنی
جو روشنی کہ شامِ سوادِ وطن میں تھی

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- حبِ وطن کے موضوع پر تقاریر میں حصّہ لیں اور مناسب اشعار استعمال کریں۔
- شعری ذوق رکھنے والے طلبہ کوئی ملّی نغمہ تخلیق کرنے کی کوشش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام:

- اختر شیرانی کی رومانوی شاعری کے بارے میں معلومات دیں۔
- جذبۂ حب الوطنی کی ضرورت واہمیت واضح کریں۔

برائے اضافی مطالعہ

ساون کی گھٹا

مسکراتی ہوئی آتی ہے گھٹا ساون کی
جی لبھاتی ہوئی آتی ہے گھٹا ساون کی
گیت کوئل کے، پپیہوں کی صدا، مور کا شور
گنگناتی ہوئی آتی ہے گھٹا ساون کی
کیوں نہ ہم جولیاں گلزار میں جھولا جھولیں
لہلہاتی ہوئی آتی ہے گھٹا ساون کی
کوہساروں کا، خیابانوں کا، گلزاروں کا
منہ دُھلاتی ہوئی آتی ہے گھٹا ساون کی
موجِ نکہت سے خدائی مہک اٹھی اختر
پھول اڑاتی ہوئی آتی ہے گھٹا ساون کی

(اختر شیرانی)

Web version of PECTAA
Not for Sale